تحت اللفظ مرثیہ: ۴

درحالِ فرزندانِ جنابِ زینبؑ (عونؑ و محمدؑ)

حسینؑ محسنِ حق پیشوائے عالم تھے

۱
حسینؑ محسنِ حق پیشوائے عالم تھے
علیؑ کی طرح سے حاجت روائے عالم تھے
مثالِ ختمِ رسلؐ رہنمائے عالم تھے
خدا گواہ کہ وجہِ بقائے عالم تھے
رہے جہان میں معبود کی رضا بن کر
ہوئے شہید تو خالق کا مدعا بن کر

۲
عمل سے قول سے انسانیت کا درس دیا
خدا کے بندوں کو وحدانیت کا درس دیا
مزاجِ کفر کو حقانیت کا درس دیا
نفوسِ عام کو روحانیت کا درس دیا
جہاں میں دورِ جفا کامیاب ہو نہ سکا
کیا وہ کام کہ جس کا جواب ہو نہ سکا

۳
گئے جہاں سے مگر حکمِ حق سنا کے گئے
تمام خلق کو رازِ بقا بتا کے گئے
کمالِ جوہر و صبر و رضا دکھا کے گئے
ثباتِ عزم سے بنیادِ کفر ڈھا کے گئے
یزیدیت کو مٹانے میں گرمجوشی کی
سرِ غرور جھکایا وہ سر فروشی کی

۴
ہے جن کا دیں پہ احسان وہ حسینؑ ہیں یہ
حسنؑ کے بھائی ہیں زہراؑ کے دل کا چین ہیں یہ
جنابِ حیدر صفدرؑ کے نورِ عین ہیں یہ
سوارِ دوشِ رسالت پہ زیب و زین ہیں یہ
بڑھا یہ اَوج کہ چشمِ وفا کا تارہ بنے
دراصل عرشِ الٰہی کا گوشوارہ بنے

۵
یہی ہیں حاملِ راہ خدا، خدا کی قسم
یہی ہیں زینتِ عرشِ عُلا خدا کی قسم
انہیں سے خلق کی ہے ابتدا خدا کی قسم
انہیں سے دین کا ہے ڈنکا بجا خدا کی قسم
انہیں کے گھر سے ہوئی ابتدا امامت کی
یہی ہیں روحِ رواں خاتم الرسالت کی

۶
سبب سے ان کے شہادت کا نام باقی ہے
خدا کا دین بصد احترام باقی ہے
عمل کے ساتھ کلامِ امام باقی ہے
زبانِ حق پہ حسینؑی پیام باقی ہے
حقیقتاً یہی انسانیت کا جوہر ہے
ذلیل زیست سے عزت کی موت بہتر ہے

۷

یہ وہ پیام ہے رازِ حیات ہے جس میں
جو غور کیجیے اک کائنات ہے جس میں
ثبوتِ عزمِ قیامِ ثبات ہے جس میں
خدا کی شان حقیقت کی بات ہے جس میں
پسند کرتے ہیں جو اس کو وہ مسلماں ہیں
عمل کی حد میں جو آئے وہ اہلِ ایماں ہیں

۸

اسی پیام کے عامل تھے کربلا والے
حسینؑ والے حسنؑ والے مرتضیٰؑ والے
وہ کام کر کے گئے سبطِ مصطفیٰؐ والے
زمانہ کہتا ہے اب تک جنہیں خدا والے
شہید ہو کے بڑا سب نے مرتبہ پایا
خدا کی شان فرشتوں سے بڑھ گیا پایا

۹

یہ وہ دلیر تھے جن کا وقار ہے اب تک
ریاضِ دہر میں جن کی بہار ہے اب تک
بنائے دینِ خدا استوار ہے اب تک
کیا وہ کام کہ جو یادگار ہے اب تک
ہر ایک دل پہ دو عالم میں ہے الم ان کا
منا رہی ہے ہر اک قوم اب بھی غم ان کا

۱۰

اِنہیں کا ذکر کتابِ خدا میں آیا ہے
اِنہیں کے واسطے ارشادِ حق بَلْ اَحْیَا ہے
اِنہیں کے دم سے تو ایماں کا بول بالا ہے
اِنہیں کی ذات سے اسلام آج زندہ ہے
خدا کے بندۂ مخلص تھے صاف باطن تھے
یہی وہ تھے جو نبیؐ و علیؑ کے محسن تھے

۱۱

لٹا دی جان اطاعت میں اپنے آقا کی
لڑے ہزاروں سے کچھ زیست کی نہ پروا کی
ہر ایک لمحہ تھی فکر ان کو دارِ عقبا کی
کیا وہ کام کہ حیراں ہے عقل دنیا کی
امام شاد تو راضی شہِ حجاز ہوئے
بس انتہا ہوئی محبوبِ کارساز ہوئے

۱۲

خدا کی راہ میں رکھا خلوص سے جو قدم
تو پہنچے منزلِ مقصود پہ بجاہ و حشم
زہے نصیب ہوئے جب شہیدِ تیغِ ستم
ہراک کی لاش اٹھا لائے خود امامِ امم
ملا یہ رتبہ کہ خوش شاہِ مشرقین ہوئے
معینِ دینِ خدا ناصرِ حسینؑ ہوئے

۱۳

جہاد کر کے جو انصارِ شہؑ کے کام آئے
علیؑ بہشت سے کوثر کا لے کے جام آئے
سنبھالے دل کو رسولِ فلکؐ مقام آئے
لبِ حسینؑ پہ پُر درد یہ کلام آئے
جہاں میں شان دکھا دی وفا شعاری کی
خدا گواہ کہ حد کر دی جاں نثاری کی

۱۴

میں بھول سکتا نہیں تم کو عمر بھر شیرو
بتاؤ کھا گئی کس کی تمھیں نظر شیرو
تڑپ رہا ہوں یہ الفت کا ہے اثر شیرو
تمہارے چھٹنے سے ٹوٹی مری کمر شیرو
عزیز جاتے ہیں مرنے کو اب خدا حافظ
یہی تھی دوستو مرضیٔ رب خدا حافظ

۱۵

کھڑے ہیں سامنے اب بنتِ مرتضیٰؑ کے لال
وغا کے جوش میں دونوں کا غیر ہے احوال
یہ عرض کرتے ہیں حضرت سے وہ خجستہ خصال
نمک حراموں کو واللہ ہم کریں گے حلال
نہیں ہے فکر جو بھوکے ہیں اور پیاسے ہیں
انہیں بتائیں گے حیدرؑ کے ہم نواسے ہیں

۱۶

کہا حسینؑ نے اچھا سدھارو اے پیارو
تمہارے باپ کے دشمن ہیں جو انہیں مارو
مثالِ شیر خدا جا کے ان کو للکارو
نکالو میان سے تیغوں کو عرش کے تارو
اماں کے تم سے جو طالب ہوں تم اماں دینا
جدال کر کے دلیروں کی طرح جان دینا

۱۷

ملی جو رخصتِ میدانِ کارزار چلے
جہاد کے لئے مسلمؑ کے گلعذار چلے
سلام کرتے ہوئے سب کو دل فگار چلے
سوار گھوڑوں پہ ہو کر بصد وقار چلے
کہا یہ ماں نے سپردِ خدا کیا تم کو
میں دل سے کرتی ہوں اے مہ لقا جدا تم کو

۱۸

پہنچ کے دشتِ وغا میں بصد جلال لڑے
مثال جدّ و پدر دونوں نونہال لڑے
دکھا دکھا کے بزرگوں کے سب کمال لڑے
مزا تو یہ ہے جوانوں سے خورد سال لڑے
چہار سمت سے لاکھوں میں گھر گئے آخر
لگے جو زخم تو گھوڑوں سے گر گئے آخر

۱۹

زمیں پہ گرتے ہی وہ گلعذار قتل ہوئے
بدن پہ زخم لگے بے شُمار قتل ہوئے
کہا یہ شہ نے مرے جاں نثار قتل ہوئے
پدر کا داغ لیے سوگوار قتل ہوئے
اٹھانے لاشوں کو جب شاہِ ذی وقار چلے
تو ساتھ اکبرؑ و عباسؑ اشک بار چلے

۲۰

جب آئیں خیمے میں لاشیں بپا ہوا ماتم
جنابِ زوجۂ مسلمؑ کا غیر تھا عالم
کہا یہ زینبِؑ مضطر نے تب بدیدۂ نم
کہاں ہیں عونؑ و محمدؑ مجھے ہے سخت الم
گئے نہ لڑنے کو اب تک یہ کیا قیامت ہے
اسی پہ کہتے تھے ماموں سے ہم کو الفت ہے

۲۱

شہید ہو چکے بھائی کے ناصر و یاور
گئے جہان سے مسلمؑ کے دونوں لختِ جگر
ابھی یہ کہتی تھیں رو رو کے زینبِؑ مضطر
کہ آئے خیمے میں باہر سے دونوں نورِ نظر
جو دیکھا ماں کا یہ عالم تو تھرتھرانے لگے
قدم پہ مادرِ بے کس کے سر جھکانے لگے

۲۲

کہا یہ جوڑ کے ہاتھوں کو پھر بدیدۂ نم
خدا کے واسطے فرمائیں آپ کیا ہے الم
نہیں ہے آج وہ پہلا سا ہم پہ لطف و کرم
قصور کیا ہوا کیوں ہم سے آپ ہیں مرہم
خدا گواہ پیمبرؐ گواہ ہیں امّاں
یقین کیجیے ہم بے گناہ ہیں امّاں

۲۳

ملا نہ ماموں سے اذنِ وغا ہمیں اب تک
یہ فکر ہے کہ شہادت نصیب ہو کب تک
لڑیں نہ فوجوں سے تلوار کھینچ کر جب تک
قرار دل کو نہ واللہ آئے گا تب تک
عدوئے شاہ ہیں جتنے ہر اک کو ماریں گے
خدا نے چاہا تو چن چن کے سر اتاریں گے

۲۴

یہ کہہ کے پاؤں پہ سر رکھے اور رونے لگے
ہوا یہ صدمہ کہ منھ آنسوؤں سے دھونے لگے
زباں سے کچھ نہ کہا غم سے جان کھونے لگے
بدن بھی دونوں کے ہیہات سرد ہونے لگے
یہ حال دیکھ کے زینبؑ بھی بے قرار ہوئیں
لگا یا دونوں کو سینے سے اشک بار ہوئیں

۲۵

کلیجہ تھام کے فرمایا پھر کہ ہوش میں آؤ
خدا کے واسطے پاؤں سے میرے سر کو اٹھاؤ
کہاں ہیں ماموں کو باہر سے اپنے جلد بلاؤ
دلائے دیتی ہوں میں اذنِ جنگ مرنے کو جاؤ
مری دعا تھی کہ وہ وقت کاش آ جائے
میں سرخرو ہوں جو بیٹوں کی لاش آ جائے

۲۶

ابھی یہ کہتی تھیں بیٹوں سے زینبؑ دلگیر
کہ آئے خیمے میں باہر سے حضرتِ شبیرؑ
بہن کو دیکھا جو شہ نے بحالتِ تغیُّر
کہا کہ بیٹوں سے شاید خفا ہو اے ہمشیر
کسے جہاں میں ملے ایسے باکمال پسر
وفا شعار وسخن فہم و خوش خصال پسر

۲۷

یہ سب سے پہلے تھے تیار رَن میں جانے کو
یہ اپنا حال تمہیں آئے تھے دکھانے کو
یہ بھوک پیاس میں ہیں تیغ و تیر کھانے کو
جہاں میں زندہ ہوں میں ان کے داغ اٹھانے کو
میں ان گلوں کو اجازت دوں کیسے جانے کی
بہار کچھ ابھی دیکھی نہیں زمانے کی

۲۸

گیا جو لڑنے کو میداں سے آیا وہ مر کر
میں کیا بتاؤں کہ گذری ہے کیا میرے دل پر
نہ روکتے انہیں گر قاسمؑ و علی اکبرؑ
تو سب سے پہلے یہ مقتل میں جاتے اے خواہر
یہ آرزو ہے کہ جا کر وطن میں بیاہ کرو
ہمارے ساتھ تم اپنا نہ گھر تباہ کرو

۲۹

سنا جو زینبؑ مغموم نے یہ شہ کا کلام
تو رو کے بولیں کہ کیا کہہ رہے ہیں شاہِ انامؑ
فدا ہوئے نہ اگر آپ پر یہ دونوں غلام
نہ منھ دکھانے کے قابل رہے گی یہ ناکام
دعا یہ ہے کہ بچے جان آپ کی بھائی
یہی ہے میری تمنا یہی خوشی بھائی

۳۰

میں ان کو آپ پہ قربان کرنے لائی ہوں
میں آج ہی کے لئے تو یہاں تک آئی ہوں
ستم رسیدہ ہوں بھائی فلک ستائی ہوں
میں کوئی غیر نہیں فاطمہؑ کی جائی ہوں
یہی تو وقت ہے کس طرح جدّ و کدّ نہ کروں
بلا میں آپ گھریں اور میں مدد نہ کروں

۳۱

خدا کے واسطے ہو ان کو اذن جنگ عطا
اتارتی ہوں میں صدقہ کہ رَد ہو جلد بلا
کچھ اور پاس نہیں میرے بھائی ان کے سوا
جوان کے باپ بھی ہوتے تو کرتے جان فدا
کہا تھا ان سے جو رخصت کے وقت کیا میں کہوں
یہ خود بتائیں گے آفت کے وقت کیا میں کہوں

۳۲

یہ کہہ کے رونے لگیں بنتِ فاطمہ زہراؑ
گرے حسینؑ کے قدموں پہ دونوں ماہِ لقا
کہا یہ جوڑ کے ہاتھوں کو اے شہِ والا
چلے جو گھر سے تو بابا نے تھا یہ فرمایا
ہمارے حق کا رہے دھیان جدّ و کدّ کرنا
ہماری سمت سے آقا کی تم مدد کرنا

۳۳

کہا حسینؑ نے بے چین ہو گیا مرا دل
ذرا یہ سوچو تو دل میں کہ خود ہو تم عاقل
رضا جہاد کی کس طرح دوں کہ ہے مشکل
نہیں ہے ایک بھی دونوں میں جنگ کے قابل
علاوہ اس کے ہو دو دِن سے بھوکے پیاسے تم
لڑو گے کیسے جوانانِ پر دَغا سے تم

۳۴

یہ سن کے دونوں نے کی عرض یا امامِ اُممؑ
جناب مسلمؑ بے کس کے لال کشتۂ غم
شہید ہو گئے فوجوں سے لڑ کے ہائے ستم
ہم ان سے چھوٹے ہیں یا وہ تھے ہم سے عمر میں کم
نہیں ہے فکر جو بھوکے ہیں اور پیاسے ہیں
یوں ہی لڑیں گے کہ حیدرؑ کے ہم نواسے ہیں

۳۵

وہ ہم ہیں بنتِ علیؑ کا جو شِیر پی کے پلے
حضور روکیں نہ اب دل ہیں سوزِ غم سے جلے
یہی ارادے ہیں تقدیر سے جو زور چلے
یہ چھوٹی چھوٹی سی تیغیں ہیں اور عدو کے گلے
کھلے تو حال کہ جعفرؑ کے ہم بھی پوتے ہیں
سنا ہے شیروں کے بچے بھی شیر ہوتے ہیں

۳۶

ہمارے نانا نے اژدر کو مہد میں چیرا
ہمارے دادا نے فوجِ عدو کو زیر کیا
کریں حضور اگر ہم کو اذنِ جنگ عطا
بھگائیں فوجوں کو تا کوفہ ہم قسم بخدا
نہیں ہراس کہ شیروں کے شیر ہیں ہم بھی
مثالِ حیدرؑ و جعفرؑ دلیر ہیں ہم بھی

۳۷

جلال ہاشمیوں کا دکھا دکھا کے لڑیں
صفوں پہ گھوڑوں کو ہر دمُ اُڑا اُڑا کے لڑیں
جو نامدار ہوں ان کو بھگا بھگا کے لڑیں
تن آوروں کے سروں کو لڑا لڑا کے لڑیں
ہنر وغا کے دکھائیں ستم شعاروں کو
نہ پیدلوں کو اماں دیں نہ ہم سواروں کو

۳۸

جو دیکھا شہ نے کہ بپھرے ہیں شیر کے بچے
وغا کے جوش میں دونوں کے سرخ ہیں چہرے
یہ میرا پاسِ ادب تھا کہ یہ رکے بھی رہے
نہیں تو جاتے یہ لڑنے ہر ایک سے پہلے
میں ان کو اذن نہ دوں آج سخت مشکل ہے
نہ جاؤ رَن کو کہوں آج سخت مشکل ہے

۳۹

یہ بات سوچ کے شہ نے کہا خدا حافظ
مِرے دلیرو مِرے مہ لقا خدا حافظ
کرو لعینوں سے جا کر وغا خدا حافظ
میں روک سکتا ہوں تم کو بھلا خدا حافظ
جہاد راہِ خدا میں بصد جلال کرو
جو ہم سے سیکھے ہیں ظاہر وہ سب کمال کرو

۴۰

جو دیکھا ماں نے کہ بیٹوں کو اذنِ جنگ ملا
قریب بھائی کے آ کر بصد ادب یہ کہا
ہزار جانِ گرامی فدائے شاہِ ہُدا
کیا ہے مجھ پہ وہ احسان آپ نے بخدا
نہ عمر بھر جسے ہرگز بھلائے گی زینبؑ
خوشی سے دونوں کے داغ اب اٹھائے گی زینبؑ

۴۱

کہا یہ بیٹوں سے پھر میرے پر جگر شیرو
لگاؤ جنگ کے ہتھیار سیم بر شیرو
کرو نہ دیر کہ ہے وقت مختصر شیرو
دکھاؤ دودھ کا جا کر میرے اثر شیرو
مجھے یقیں ہے کہ تم نام کر کے آؤ گے
یہاں اب آؤ گے پیارو تو مر کے آؤ گے

۴۲

یہ بات کہہ کے پکارا کہ آؤ بی بیو آؤ
سنوارو زلفوں کو آنکھوں میں ان کی سرمہ لگاؤ
یہ کپڑے پہنے ہیں میلے نیا لباس پنھاؤ
کوئی یہ بہنوں سے ان کی کہے کہ دولہا بناؤ
ہے بیاہ ان کا یہ نوشاہ بن کے جائیں گے
عروسِ مرگ کو دم بھر میں لے کے آئیں گے

۴۳

سنی جو سب نے یہ تقریرِ زینبؑ مضطر
تو سر کے بالوں کو کھولا ہر اک نے رو رو کر
کہا یہ بانوئے سرورؑ نے تب بدیدۂ تر
کوئی بلائے کہاں ہے مرے علی اکبرؑ
یہ کیا غضب ہے کہ زینبؑ کے نونہال چلے
جواں رہ گئے لڑنے کو خورد سال چلے

۴۴

یہ بات سنتے ہی بانو سے زینبؑ دلگیر
یہ بولیں بھابھی نہ اس طرح کیجیے تقریر
مرے کلیجے پہ چلنے لگے ستم کے تیر
وہ میرا لال ہے بے شک رسولؐ کی تصویر
میں اس پہ وار کے بھیجوں کی یہ ارادہ ہے
کنیز زادے ہیں یہ وہ امام زادہ ہے

۴۵

کہا یہ بیٹوں سے پھر میرے گلعذار چلو
ملی اجازتِ میدانِ کارزار چلو
مثالِ شیرِ خدا جانبِ شکار چلو
کھڑے ہیں دَر پہ فَرَس ہو کے تم سوار چلو
کرو نہ دیر کہ اب وقت تنگ ہے پیارو
رہے خیال کہ لاکھوں سے جنگ ہے پیارو

۴۶

اٹھے یہ سن کے وہ دونوں کیا ہر اک کو سلام
دعائیں دینے لگیں بانوئے امامِ اَنامؑ
کہا یہ زینبؑ بے کس نے اے بلند مقام
دعا جو دیتی ہو اکبرؑ کو دو کہ یہ ہیں غلام
کہا یہ بیٹوں سے پھر مہ لِقا خدا حافظ
کھڑے ہیں دَر پہ امامِ ہُدٰاؑ خدا حافظ

۴۷

ملا جو اذن تو زینبؑ کے نورِ عین چلے
حرم بھی بالوں کو کھولے بشور و شین چلے
کہا یہ ماں نے کہ دو فدیۂ حسینؑ چلے
لباسِ جنگ پہن کر بہ زیب و زین چلے
وغا کے جوش میں آئے قریبِ در دونوں
اٹھا جو پردہ تو نکلے بہ کرّ و فرّ دونوں

۴۸

مَحَلِ سَرَا سے برآمد جو گلعذار ہوئے
حسینؑ دیکھ کے بچوں کو اشکبار ہوئے
سوار شہ نے کیا جب تو وہ سوار ہوئے
اشارہ پا کے رواں دونوں راہوار ہوئے
ہوا یہ چار طرف غُل دلیر آتے ہیں
نہ بے خبر رہے کوئی کہ شیر آتے ہیں

۴۹

صفیں درست کرو نامدار آتے ہیں
پئے شکار وہ ضیغم شکار آتے ہیں
نبیرۂ اسدِ کردگار آتے ہیں
وہ گرد اڑاتے ہوئے راہوار آتے ہیں
یہ دونوں بھانجے شاہِ فلک جناب کے ہیں
زمیں ہلے گی نواسے ابو ترابؑ کے ہیں

۵۰

ہماری آج یہ مٹّی خراب کر دیں گے
کہاں کی جنگ یہ جینا عذاب کر دیں گے
ہر اک کو مائلِ صد اضطراب کر دیں گے
لڑیں گے یوں کہ بپا انقلاب کر دیں گے
زمین کانپ رہی ہے غضب کی آمد ہے
خدا کی شان امیرِ عرب کی آمد ہے

۵۱

یہ ذکر تھا کہ وہ ضیغم قریب جا پہنچے
علیؑ کی شان سے زینبؑ کے مہ لقا پہنچے
بلا کے دشت میں پڑھتے ہوئے دعا پہنچے
کہا یہ گھوڑوں پہ تن کر کہ لو ہم آ پہنچے
کہاں ہیں فوج کے افسر نکل کے جنگ کریں
علیؑ کے شیروں سے بزدل سنبھل کے جنگ کریں

۵۲

بتاؤ ہم کو کہ ہے شمرِ نابکار کہاں
چھپا ہوا ہے بنِ سَعُدُ بدشعار کہاں
ابھی کھڑے تھے ابھی ہو گئے فرار کہاں
نہ ان کو پائیں گے جب تک ہمیں قرار کہاں
کہو یہ جا کے علیؑ کے نواسے آئے ہیں
ستم شعاروں نے بچوں سے جی چرائے ہیں

۵۳

نہیں ہے جنگ کی ہمت تو جنگ دیکھنے آئیں
اڑا ہے فوجوں کے چہرے کا رنگ دیکھنے آئیں
جواں ہیں دیکھ کے بچوں کو دنگ دیکھنے آئیں
جو ہو سکے تو لڑائی کا ڈھنگ دیکھنے آئیں
وہ کیا لڑیں گے کسی کے بجا حواس نہیں
ہمیں وہ ہیں کہ ذرا بھی کوئی ہراس نہیں

۵۴

یہ کہہ کے فوجوں پہ حملے کیے اسد کی طرح
بڑھایا گھوڑوں کو دریا کے جزر و مدّ کی طرح
پَروں پہ ٹوٹ پڑے دونوں اپنے جد کی طرح
جدال کرنے لگے ضیغمِ صمد کی طرح
صفوں میں شیر کے مانند بڑھتے جاتے ہیں
دعائے نادِ علیؑ دونوں پڑھتے جاتے ہیں

۵۵

اماں کہیں نہیں ملتی ستم شعاروں کو
چڑھا ہے نشۂ جرأت علیؑ کے پیاروں کو
نگاہیں کہتی ہیں سمجھے کوئی اشاروں کو
جماہیاں چلی آتی ہیں بادہ خواروں کو
کرم دکھانے کا ہنگام آ گیا ساقی
زباں پہ تذکرۂ جام آ گیا ساقی

۵۶

وہ جام جس سے کہ گر جائے جام جم کا وقار
صفا پہ صنعتِ اسکندری ہو دل سے نثار
ضیا وہ کر سکے خورشید بھی نہ آنکھیں چار
کشش وہ جس سے کھنچ آئے ہر اک چمن کی بہار
وہ جام جس میں رہے آب و تاب کوثر کی
بھری ہوئی ہو ازل سے شراب کوثر کی

۵۷

وہی شراب کہ جس کو طہور کہتے ہیں
کہ جس کو بے پیے رِندوں کے اشک بہتے ہیں
ستم اٹھاتے ہیں دل پر جفائیں سہتے ہیں
ہر ایک حال میں لیکن یہ مست رہتے ہیں
ہجومِ رنج ہو یا دور شادمانی کا
اسی کے نشہ میں ہے کیف زندگانی کا

۵۸

شراب وہ جسے پیتے ہیں اولیا ساقی
ہزار جاں سے فدا جس پہ اتقیا ساقی
نثار جس پہ اولو العزم انبیاء ساقی
جسے پیا کیے محبوبِ کبریا ساقی
اسے جو پی گیا واللہ باوفا ٹھہرا
نہ پی کسی نے اگر مجرمِ خدا ٹھہرا

۵۹

وہ مے جو طاعتِ کونین سے گراں ساقی
جسے زمانہ کہے روحِ دو جہاں ساقی
جسے سمجھتا ہو ایمان اپنی جاں ساقی
وہ جس کی دھوم ہے تا دورِ لامکاں ساقی
بحدِ شوق جسے فخرِ انبیاء نے پیا
چھپا کے پردۂ معراج میں خدا نے پیا

۶۰

تڑپ رہا ہے بڑی دیر سے تیرا مے خوار
پلا دے جام کوئی جلد ساقیٔ دلدار
ہے گرم ہونے کو دم بھر میں موت کا بازار
وہ دیکھ چل گئی میداں میں جعفری تلوار
مٹایا نام و نشاں تک جہاں جہاں ٹوٹیں
عدو پہ قہرِ الٰہی کی بجلیاں ٹوٹیں

۶۱

غرور جن میں تھا وہ سر اڑا رہے ہیں دلیر
جلالِ حیدرؑ و جعفرؑ دکھا رہے ہیں دلیر
زمیں پہ کشتوں کے پشتے لگا رہے ہیں دلیر
صفوں پہ قہر خدا بن کے چھا رہے ہیں دلیر
یہی ہے شور کہ امن و اماں کا طور نہیں
یہ شیرِ بیشۂ حیدرؑ ہیں کوئی اور نہیں

۶۲

جو پیل تن تھے ہوا بارِ دوش سر ان کو
جواں تھے جتنے اجل آ گئی نظر ان کو
جو پیر تھے نہ ملی صورتِ مَفَرُ ان کو
کیا تھا بچوں نے بے حال و بے خبر ان کو
کیا دو نیم کسی کو کسی کا سر کاٹا
کسی پہ وار کیا یوں کہ تا کمر کاٹا

۶۳

فرس جھپٹتے تھے یوں باگ کے اشاروں پر
کہ شیرِ گرسنہ جیسے ہرن کی ڈاروں پر
کبھی پیادوں پہ حملے کبھی سواروں پر
ہراس و یاس کا عالم تھا نابکاروں پر
اٹھا کے ہاتھ کسی نے اگر اماں مانگی
تو آ کے سامنے فوراً اجل نے جاں مانگی

۶۴

کھڑے تھے خیمے کے در پر امامِ جن و بشر
اور ان کے پاس تھے عباسؑ و قاسمؑ و اکبرؑ
نظر نہ آئے جو بچے تو بولے گھبرا کر
مجھے دکھاؤ کہ وہ میرے مہ لقا ہیں کدھر
یہ عرض کرتے ہیں عباسؑ دور ہیں دونوں
وہ محوِ جنگ ابھی تک حضور ہیں دونوں

۶۵

بھگا رہے ہیں وہ فوجوں کو دیکھیے مولاؑ
اڑا رہے ہیں وہ گھوڑوں کو دیکھیے مولاؑ
اٹھا رہے ہیں وہ تیغوں کو دیکھیے مولاؑ
گرا رہے ہیں نشانوں کو دیکھیے مولاؑ
علیؑ کی طرح لعینوں سے جنگ کرتے ہیں
یہ کمسنی ہے مگر عقل دنگ کرتے ہیں

۶۶

کہا حسینؑ نے افسوس یہ جواں نہ ہوئے
جگر میں داغ رہا قابلِ نشاں نہ ہوئے
یہ جنگ دیکھنے ان کے پدر یہاں نہ ہوئے
ہزار حیف یہ گُل زیبِ گلستاں نہ ہوئے
پھریں گے رَن سے وہ جیتے نہیں یقیں مجھ کو
تڑپتا چھوڑ گئے میرے مہ جبیں مجھ کو

٦٧

جو باتیں کرتے تھے عباسؑ سے شہِ صفدر
درِ خیام سے سنتی تھیں زینبؑ مضطر
کہا یہ فضہ سے تو جلد جا کے لا تو خبر
یہ ذکر کس کا ہے فرما رہے ہیں کیا سرور
کمی جہاد میں کی کیا مرے صغیروں نے
کہاں ہیں کیا انہیں بہکا لیا شریروں نے

٦٨

یہ حکم سنتے ہی فضہ گئی اور آ کے کہا
جہاد کرتے ہیں بی بی کے دونوں ماہِ لقا
کہا تھا شاہ نے عباسؑ سے باٰہ و بُکا
جوان ہوتے اگر یہ تو کرتے حشر بپا
وہ جنگ کر کے جو مولاؑ کو شاد کرتے ہیں
حضور باپ کو بچوں کے یاد کرتے ہیں

٦٩

اِدھر یہ سنتی تھیں فضہ سے زینبؑ غمگین
اُدھر تھے جنگ میں مصروف دونوں طفلِ حُسین
تلاشِ شمر و بنِ سعد میں وہ چیں بجبیں
پہنچ گئے یوں ہی لڑتے ہوئے کہیں کے کہیں
کہا بڑے سے یہ چھوٹے نے بھائی بس کیجیے
نہ بزدلوں سے لڑائی کی اب ہوس کیجیے

٧٠

چھپے ہیں خیمے میں غیرت نہیں ذرا ان کو
زمانہ کہتا ہے مکار و پُردغا ان کو
یہاں تک آئے ہیں دیتے ہوئے صدا ان کو
جواب دیتے اگر ہوتی کچھ حیا ان کو
یہی ہے جن سے اجل بے نیاز ہوتی ہے
سنا ہے ایسوں کی رَسّی دراز ہوتی ہے

٧١

کہا بڑے نے یہ ہنس کر کہ سچ کہا بھائی
فراریوں سے لڑائی کا کیا مزا بھائی
ہوئی ہے دیر بہت وقت کم رہا بھائی
چلو کھڑے ہیں وہ در پر شہِ ہدا بھائی
کہا یہ چھوٹے نے مرنے کا اہتمام کرو
خوشی ہوں والدہ جس سے وہ آج کام کرو

٧٢

کہا تھا اماں نے آنا تو مر کے آنا تم
نہیں ہے آب یہاں خون میں نہانا تم
خوشی سے فوجوں کے دریا میں ڈوب جانا تم
ہنر لڑائی کے سیکھے ہیں جو دکھانا تم
دَرِ خیَام پہ کرتی ہوئی دعا ہوں گی
گئے نہ مر کے تو واللہ وہ خفا ہوں گی

۷۳

ابھی یہ کہتے تھے آپس میں دونوں گل اندام
کہ جمع ہو گئی ہر سمت فوجِ بد انجام
گھرے سپاہ میں اس طرح وہ بلند مقام
کہ جیسے ابر میں چھپ جائے شب کو ماہِ تمام
نکالیں دونوں نے تیغیں شروع جنگ ہوئی
کیے وہ حملے کہ پھر فوجِ شام دنگ ہوئی

۷۴

اسی طرح سے وہ رُوبا ہوں پر اسد جھپٹے
زباں سے کہتے ہوئے یا علیؑ مدد جھپٹے
تھکے تھے دونوں فرس پر بجَد و کدُ جھپٹے
عدو کے واروں کو کرتے ہوئے وہ رَدّ جھپٹے
اڑائے دشمنوں کے ہوش یوں سمند چلے
ہوا کے دوش پہ بھرتے ہوئے زَغند چلے

۷۵

سوار مارتے تھے جس کو یہ کچلتے تھے
اچھل اچھل کے بڑی شوخیوں سے چلتے تھے
یہ پاؤں رکھتے تھے جن پر وہ یوں دہلتے تھے
کہ نیم جاں تھے جو کشتے وہ ہاتھ ملتے تھے
کہا سواروں نے جب بس تو بس وہیں ٹھہرے
کیا اشارہ جو چلنے کا تو نہیں ٹھہرے

۷۶

یہ گھیر گھیر پیادوں کو زد پہ لاتے تھے
جو زد پہ آتے تھے ہرگز نہ بچ کے جاتے تھے
جو منھ پہ موت کے چڑھ چڑھ کے آپ آتے تھے
تو ہاتھ جانوں سے اپنی لعیں اٹھاتے تھے
یہ افسروں کے بجا ہوش تھے نہ فوجوں کے
حباب جیسے تھپیڑوں میں آئیں موجوں کے

۷۷

جو دیکھا شمر و بنِ سعد نے یہ فوج کا حال
پکارے جا کے بلندی سے دونوں بد افعال
رہا نہ خوف کے مارے تمہیں کچھ اس کا خیال
نہ لڑ سکیں گے زیادہ ہوئے ہیں دونوں نڈھال
ہیں بھوکے پیاسے بھی یہ اور کمال زخمی ہیں
وغا کی تاب نہیں نونہال زخمی ہیں

۷۸

اب ان کو فوجوں کے حلقے میں لو نہ دیر کرو
یہ وقتِ جنگ ہے اے بزدلو نہ دیر کرو
یہاں سے دیکھتے ہیں ہم چلو نہ دیر کرو
بڑھاؤ گھوڑوں کو ہاں غافلو نہ دیر کرو
ملے گا خلعت و انعام جنگ اگر سر کی
لگا دو بازیاں اے جاہلو تن و سر کی

۷۹

یہ حکم سنتے ہی ہر سمت سے سوار پھرے
جو بچ کے بھاگے تھے پیدل وہ ایک بار پھرے
اٹھائے نیزہ و شمشیر بے شمار پھرے
یہ شور کرتے ہوئے وہ ستم شعار پھرے
اب ان میں دم نہیں لڑنے کا گھیر لو جلدی
یہ وقت ہاتھ سے جانے نہ دو کرو جلدی

۸۰

قیامت آگئی زینبؑ کے گلعذار گھرے
عدو کی فوج میں وہ دونوں نامدار گھرے
چہار سمت سے جنگل میں بے دیار گھرے
صغیر و بے کس و مجروح و دلفگار گھرے
سنان و تیغ وتبر لے کے نابکار بڑھے
جفا پسند و ستم کیش و بدشعار بڑھے

۸۱

ہر ایک سمت سے بچوں پہ وار ہونے لگے
وہ جسم پھول سے ہئے ہئے فگار ہونے لگے
خدنگ چاند سے سینوں کے پار ہونے لگے
روا جو ظلم نہ تھے آشکار ہونے لگے
نشانۂ ستم و جور وہ غیور ہوئے
فرس بھی ساتھ ہی زخموں سے چور چور ہوئے

۸۲

لگائی تیغ کسی نے سرِ محمدؑ پر
گرا زمین پہ ہئے ہئے وہ یا علیؑ کہہ کر
جو دیکھا بھائی کو عونِؑ جری نے خون میں تر
قریب آئے جھپٹ کر بحالتِ مضطر
شقی تھا تاک میں ان پر بھی ایک وار کیا
گرایا گھوڑے سے وہ ظلم آشکار کیا

۸۳

زمیں پہ گر کے صدا دی کہ یا امامِ امم
حضور آیئے جلدی کہ غیر ہے عالم
بجائے جاتے ہیں باجے میانِ فوجِ ستم
بہت ہیں شاد صغیروں کو مار کر اظلم
یہ دشمنانِ خدا ہیں عدوئے ایماں ہیں
پھرے تھے آل نبیؐ سے یہ وہ مسلماں ہیں

۸۴

سنی جو شاہ نے آوازِ طبلِ فتح و ظفر
کہا یہ اکبرؑ و عباسؑ سے بدیدۂ تر
شہید ہو گئے ہئے ہئے مری بہن کے پسر
صدائیں دیتے ہیں مقتل سے دونوں خستہ جگر
چلو اٹھانے کو لاشیں کچل نہ جائیں کہیں
بدن سے بچوں کی روحیں نکل نہ جائیں کہیں

۸۵

یہ کہہ کے جانبِ مقتل شہِ ہدا دوڑے
عقب میں اکبرؑ و عباسؑ باوفا دوڑے
چچا کے ساتھ ہی قاسمؑ پیادہ پا دوڑے
قدم قدم پہ یہ دیتے ہوئے صدا دوڑے
تمہارے پاس شہِ مشرقین آتے ہیں
کہاں ہو عونؑ و محمدؑ حسینؑ آتے ہیں

۸۶

کہا یہ شاہ نے اکبرؑ سے جاؤ تم جلدی
قریں سے فوجِ عدو کو ہٹاؤ تم جلدی
کہاں تڑپتے ہیں بچے بتاؤ تم جلدی
جلالِ حیدرِ صفدرؑ دکھاؤ تم جلدی
ہمارے غیظ سے اعدا کو باخبر کردو
نبیؐ کی شان سے مرعوب یک نظر کردو

۸۷

یہ حکم سنتے ہی اکبرؑ بصد جلال بڑھے
مدد کو قاسمؑ و عباسِؑ خوش خصال بڑھے
علم کیے ہوئے تلواریں باکمال بڑھے
جو گرد جمع تھے ان سے پئے جدال بڑھے
کہا عدو نے کہ جوشِ غضب میں شیر آئے
اسی میں خیر ہے بھاگو کہ وہ دلیر آئے

۸۸

ہٹی جو فوج تو جا پہنچے یہ صغیروں کے پاس
پڑے تھے عالمِ غش میں وہ دونوں رتبہ شناس
کہا حسینؑ نے آئے نہ کیوں مجھے وسواس
بہن کے بچوں کو ہئے ہئے میں دیکھتا ہوں اداس
میں کیا بتاؤں کہ جو میرے دل کی حالت ہے
لہو میں ڈوبی ہوئی مَہوشوں کی صورت ہے

۸۹

سنی جو شاہ کی آواز دونوں ہوش میں آئے
کہا بڑے نے کہ للہ کوئی ہم کو اٹھائے
قریب پائے مبارک ہمارے لاشوں کو لائے
ادب امام کا کیوں کر کریں کوئی یہ بتائے
یہ حال ہے کہ ذرا سر اٹھا نہیں سکتے
سنانا چاہتے ہیں جو سنا نہیں سکتے

۹۰

سرہانے بیٹھ کے شہہؑ نے اٹھائے اُن کے سر
نگاہ چہروں پہ کی اور تڑپ گئے سرور
قریبِ شاہ تھے عباسؑ و قاسمؑ و اکبرؑ
یہ حال دیکھ کے روئے بحالتِ مضطر
زباں سے کہہ نہ سکے کچھ گذر گئے دونوں
قدم پہ شاہ کے سر رکھ کے مر گئے دونوں

۹۱

اٹھا کے لاشوں کو جب لے چلے امامِ ہدیٰؑ
تو بڑھ کے اکبرؑ و عباسِؑ باوفا نے کہا
رکھے حضور کو سر پر ہمارے ربِّ علا
غلام زندہ ہیں جب تک یہ ہو نہیں سکتا
چلیں گے لاشوں کو مقتل سے لے کے ہم مولاؑ
ہمارے حال پہ اب چاہیے کرم مولاؑ

۹۲

کہیں گے دیکھنے والے حضور کیا ہم کو
جہاں میں ہو گا خجالت کا سامنا ہم کو
زمانہ کہتا ہے واللہ باوفا ہم کو
یہ چھوٹی چھوٹی سی ہوں میّتیں عطا ہم کو
ہم اِن کو لے چلیں اور آپ ساتھ ساتھ رہیں
یہ مقتضائے محبت سروں پہ ہاتھ رہیں

۹۳

غرض کہ عونؑ کو عباسِؑ باوفا نے لیا
پدر سے چھوٹے کو ہم شکلِ مصطفیٰؐ نے لیا
سروں کو ہاتھوں پہ اپنے شہِ ہدا نے لیا
لٹکتے ہاتھوں کو فرزندِ مجتبیٰؑ نے لیا
بھری اک آہ بصد شور و شین رونے لگے
قریبِ خیمہ پہنچ کر حسینؑ رونے لگے

۹۴

گئے خیام میں بچوں کو لے کے جب سرورؑ
کہا پکار کے جلد آؤ زینبِؑ مضطر
جہاد کر کے پھرے ہیں تمہارے لختِ جگر
تم ان سے آ کے ملو، روؤ ان کے لاشوں پر
یہ مر کے آئے ہیں اسلام کی بقا کے لئے
تم اپنا دودھ انہیں بخش دو خدا کے لئے

۹۵

تمہارے بچوں نے زینبؑ وہ آج کام کیا
رہے گا نام قیامت تک ایسا نام کیا
یزیدیت کو مٹایا وہ قتلِ عام کیا
بچایا دینِ خدا کفر کو تمام کیا
کریں گے ان کی تاسّی ہمارے شیدائی
یوں ہی لڑائیں گے جانوں کو سارے شیدائی

۹۶

سَلف سے آج تک ایسے لڑے نہیں بچے
دلیر و صفدر و جرّار نازنیں بچے
معینِ دینِ خدا صاحبِ یقیں بچے
مثالِ ضیغمِ ربِّ شیرِ خشمگیں بچے
یہ آج کر کے گئے ایسی کارزار بہن
رہے گی تا بہ ابَدُ جو کہ یادگار بہن

۹۷

جدھر یہ جاتے تھے یوں بھاگتی تھی فوجِ یزید
نظر نہ آتا تھا حدِّ نظر تک ایک پلید
کیے جو دونوں نے مل مل کے حملے ان پہ شدید
میں کیا بتاؤں کہ منظر تھا کیسا قابلِ دید
عیاں تھی شانِ محمدؐ سے شانِ حیدرؑ کی
تھی جنگ عونِؑ دلاور کی جنگ جعفرؑ کی

۹۸

بیان کرتے تھے اور روتے جاتے تھے سرور
بُکا کا جوش تھا سب پیٹتے تھے سینہ و سر
یہ حال دیکھ کے اٹھیں حسینؑ کی خواہر
قریب لاشوں کے آئیں بحالتِ مضطر
کہا پکار کے اے بی بیو بُکا نہ کرو
میں ان کی ماں ہوں مجھے دیکھو غم ذرا نہ کرو

۹۹

خدا کا شکر مجھے سرخرو یہ کر کے پھرے
ہوئے حسینؑ پہ قربان رَن سے مر کے پھرے
عدو تھے لاکھوں مقابل مگر نہ ڈر کے پھرے
جواں نہ تھے پہ جوانوں کو خوں میں بھر کے پھرے
یہ کم ہے بات کیا نام باپ دادا کا
بنایا بگڑا ہوا سارا کام عقبیٰ کا

۱۰۰

جہاد راہِ خدا میں کیا شہید ہوئے
اثر دکھایا مرے شِیر کا شہید ہوئے
کیا رسولؐ کو خوش مرحبا شہید ہوئے
یہ کر کے نصرتِ دینِ خدا شہید ہوئے
جسے فنا نہیں مر کر وہ زندگی پائی
بقا کو ناز ہے جس پر وہ زندگی پائی

۱۰۱

نہ روؤ تم کہ منائے گی اِن کا غم دنیا
رہے گی تا بہ قیامت بچشمِ نم دنیا
علم اٹھائے گی ان کا بصد حشم دنیا
کرے گی یاد جو اِنؑ پر ہوئے ستم دنیا
رہے گا تا بہ اَبد یادگار آج کا دن
کرے گا یاد جہاں بار بار آج کا دن

۱۰۲

یہ کہہ کے بیٹوں کے لاشوں کو اک نظر دیکھا
جگر کو تھام کے الفت کا پھر اثر دیکھا
ہزار ضبط کیا پر بچشمِ تر دیکھا
بلائیں لے کے رخِ شاہِ بحر و بر دیکھا
کہا حسینؑ نے آہ و بُکا کرو زینبؑ
تم اپنے بیٹوں کا ماتم بپا کرو زینبؑ

۱۰۳

یہ حکم سنتے ہی کی آہ بےقرار ہوئیں
گریں زمین پہ بے ہوش چند بار ہوئیں
جو ہوش آیا تو بیٹوں کی سوگوار ہوئیں
تمام بیبیاں لاشوں پہ اشکبار ہوئیں
یہی تھا شور کہ جی سے گذر گئے بچے
تباہ مادرِ بے کس کو کر گئے بچے

۱۰۴

یہ ماں کا نوحہ تھا اے میرے مہ لقا شیرو
پھرو امام کے گرد اُٹھ کے باوفا شیرو
پکارتی ہوں میں دیتے نہیں صدا شیرو
نہیں ہوں تم سے میں واللہ اَب خَفَا شیرو
سنا ہے میں نے کہ تم نام کر کے آئے ہو
میں شاد ہوں کہ بڑا کام کر کے آئے ہو

۱۰۵

نثار ہو گئے ماموں پہ میں فدا تم پر
ادا کیا اسے جو حق کہ تھا مرا تم پر
میں جانتی ہوں کہ اکثر ہوئی خفا تم پر
کرو معاف کہ ہے مہرباں خدا تم پر
جواب دو مجھے اے میرے قدر داں بچو
چلے ہو چھوڑ کے مادر کو تم کہاں بچو

۱۰۶

نہ بھول جانا مجھے جا کے باغِ جنت میں
نہ عمر بھر مجھے تڑپانا اپنی فرقت میں
چلے ہو چھوڑ کے ماموں کو دشتِ غربت میں
یہاں سے جا کے رسولؐ خدا کی خدمت میں
رہے جو یاد تو بعدِ سلام کہہ دینا
یہ مبتلائے بلا کا پیام کہہ دینا

۱۰۷

گھرے ہیں فوجوں میں شاہِ اُمَمؑ خبر لیجیے
اٹھا رہے ہیں اَلَم پر اَلَم خبر لیجیے
عدو ہیں درپئے ظلم و ستم خبر لیجیے
تباہ ہوتے ہیں اہلِ حرم خبر لیجیے
یقیں نہیں کہ بچے جان میری بھائی کی
غضب تو یہ ہے کہ امت نے بے وفائی کی

۱۰۸

علیؑ سے کہنا کہ بابا مدد کا ہے ہنگام
ملا نہیں ہمیں دو تین دن سے آب و طعام
صدا یہ دیتے ہیں ہر دم عدوئے بدانجام
مٹاؤ خلق سے آلِ رسولِ پاکؐ کا نام
زمانہ پھر گیا زہراؑ کے نورِ عین سے آج
کھڑے ہیں لڑنے کو لاکھوں عدو حسینؑ سے آج

۱۰۹

تم اپنی نانی سے پیار و بصد ادب کہنا
یہاں جو دیکھ چلے ہو وہ سب کا سب کہنا
رہے خیال کہ پیشِ رسولِؐ رب کہنا
جنابِ حیدرِ صفدرؑ ہوں پاس تب کہنا
ہزار حیف کہ رنج و محن کا روز ہے آج
جہاں میں خاتمۂ پنجتن کا روز ہے آج

۱۱۰

گھِرا ہے نرغۂ اعداء میں آپ کا فرزند
میں لے کے جاؤں کہاں ہر طرف ہیں راہیں بند
نہ جانے اور ستم کیا کریں گے ظلم پسند
شہید ہو گئے جو ناصرانِ شاہ تھے چند
جو رہ گئے ہیں وہ مرنے کو جانے والے ہیں
تمہارے لال کے دشمن زمانے والے ہیں

۱۱۱

حسنؑ سے کہنا کہ بھائی کا حال دیکھنے آئیں
تباہ ہوتی ہے نانا کی آل دیکھنے آئیں
گھِرا ہے فوجوں میں زہراؑ کا لال دیکھنے آئیں
نہیں کسی کو ذرا بھی خیال دیکھنے آئیں
مصر ہے آپ کا فرزند رَن میں جانے کو
ابھی تو اکبرؑ و عباسؑ ہیں بچانے کو

۱۱۲

خیال یہ ہے کہ بعد ان کے آہ کیا ہوگا
اکیلا فوجوں میں فرزندِ مصطفیؐ ہو گا
شہید قافلہ سالارِ کربلا ہوگا
بہن کا آپ کی بلوے میں سَر کھُلا ہو گا
ہمارے خیموں کو لوٹیں گے آگ دے کے عدو
یہاں سے شام میں جائیں گے ہم کو لے کے عدو

۱۱۳

یہ کہہ کے گرنے لگیں بنتِ فاطمہ زہراؑ
کہا حسینؑ نے کلثوم سے بآہ و بُکا
ہٹاؤ پاس سے لاشوں کے اِن کو بہرِ خدا
وہ دیکھو زینبِؑ مضطر کو آہ غش آیا
حسینؑ خیمے سے لاشوں کو لے کے جانے لگے
تمام اہلِ حرم اشکِ خوں بہانے لگے

۱۱۴

غرض کہ گنجِ شہیداں میں آئے جب مولاؑ
لٹا کے لاشوں کو روئے امامِؑ ہر دوسَرا
رواںؔ خموش کہ مجلس میں حشر ہے برپا
بغور سن کہ یہ آتی ہے فاطمہؑ کی صدا
صلہ ملے گا تجھے اس کا ربِّ اعلیٰ سے
بخیر جائے گا خلدِ بریں میں دنیا سے